سیرت و سوانح

امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی رحمۃ اللہ علیہ

عبدالرشید عراقی

امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی کے اوصاف و کمالات کا اعتراف ان کے معاصرین' علمائے فن' اربابِ سیر اور تذکرہ نگاروں نے کیا ہے۔ علامہ ابن سبکی نے ان کو ائمہ ہدیٰ اور دین اسلام کے داعیوں میں شمار کیا ہے اور لکھا ہے کہ امام بیہقی علم و فضل کا پہاڑ اور اپنے دور میں عدیم المثال' یکتائے روزگار' میدان علم کے شہسوار' حاذق الفن محدث اور علومِ اسلامیہ کے متبحر عالم تھے۔ (۱)

علامہ ابن خلکان نے لکھا ہے کہ امام بیہقی اپنے زمانہ میں یکتا اور اپنے معاصرین میں عدیم المثال تھے۔ (۲)

حافظ ابن عساکر فرماتے ہیں کہ امام بیہقی امام ابو عبد اللہ حاکم صاحب المستدرک کے ارشد تلامذہ میں سے تھے' تاہم متعدد علوم میں یکتا ہونے کی بنا پر اپنے استاد سے بڑھے ہوئے تھے۔ (۳)

حافظ جلال الدین سیوطی نے بھی حافظ ابن عساکر کے قول کی تائید کی ہے اور لکھا ہے کہ محدثین اور ارباب سیر کا اس پر اتفاق ہے کہ امام ابو عبد اللہ حاکم کے شاگرد امام ابوبکر بیہقی حدیث کی طلب و تحری میں ان سے فائق تھے"۔ (۴)

ولادت و وطن : امام ابوبکر احمد بن حسین شعبان المعظم ۳۸۴ھ میں خراسان کے مشہور شہر نیشاپور کے مضافاتی قصبہ بیہق میں پیدا ہوئے۔ (۵)

تحصیل تعلیم : امام بیہقی نے ابتدائی تعلیم اپنے قصبہ بیہق میں حاصل کی۔ بعد ازاں نیشاپور اور خراسان کے اساتذہ اور اکابر علماء و محدثین سے استفادہ کیا۔ اس کے بعد عراق' حجاز' مکہ' بغداد اور کوفہ جاکر وہاں کے اساطینِ فن سے مستفیض ہوئے۔ (۶)

اساتذہ و تلامذہ : امام بیہقی نے جن نامور اساتذہ کرام سے استفادہ کیا ان کے نام حافظ ذہبی اور مؤرخ ابن خلکان نے اپنی اپنی کتابوں میں درج کئے ہیں۔ ان کے اساتذہ میں امام ابو عبداللہ حاکم صاحب المستدرک بھی شامل ہیں۔ ان کے تلامذہ کی فہرست بھی طویل ہے۔ ان کے مشہور تلامذہ میں ان کے فرزند اسماعیل بن احمد اور پوتے ابوالحسن عبداللہ بن محمد بن احمد شامل ہیں۔[۷]

علم و فضل : امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی کے حفظ و ضبط' عدالت و ثقاہت' امانت و دیانت اور اتقان پر محدثین اور ائمہ فن کا اتفاق ہے' اور جمہور محدثین کی رائے کے مطابق امام بیہقی اپنے زمانہ میں حفظ و ضبط میں یکتا' ضبط و اتقان کے اعتبار سے یگانہ اور ثقہ و قابل اعتماد تھے۔ اہل سیر اور تذکرہ نگاروں نے ان کو "الحافظ الکبیر" کے لقب سے موسوم کیا ہے۔[۸]

حدیث اور معرفتِ حدیث میں عدیم المثال تھے اور احادیث کے علل و اسقام کی تمیز میں غیر معمولی مہارت رکھتے تھے۔ حدیث اور اس کے متعلقات میں اس درجہ عبور ہونے کی بنا پر ان کا شمار اکابر محدثین کرام میں ہوتا ہے۔ ابن عساکر نے ان کو شیخ السُّنّة کا لقب عطا کیا ہے[۹]۔ اور ظہیرالدین بیہقی نے لکھا ہے کہ فن حدیث میں ان کو اتنا عبور تھا کہ ان کے دور میں کوئی ان کا ہمسر اور ثانی نہیں تھا۔[۱۰]

علامہ ابن خلکان لکھتے ہیں کہ حدیث میں یگانۂ روزگار ہونے کی وجہ سے ان کو بہت شہرت حاصل ہوئی۔ ابن خلکان کے الفاظ یہ ہیں :

"غلب علیه علم الحدیث و اشتهر به"[۱۱]

(ان پر علم حدیث خاص طور سے غالب تھا اور اس میں ان کو نمایاں شہرت حاصل ہوئی۔)

علامہ سمعانی لکھتے ہیں کہ امام بیہقی حدیث میں یگانۂ روزگار اور یکتائے زمانہ تھے' ان سے بے شمار حدیثیں مروی ہیں اور ان کی متعدد بے نظیر کتابیں بھی یادگار ہیں۔[۱۲]

فقہ و اصول فقہ پر بھی ان کو مکمل عبور تھا۔ ان کی تصنیفات حدیث میں گوناگوں فقہی مسائل و معلومات کا ذخیرہ موجود ہے۔ حافظ ابن عساکر لکھتے ہیں کہ امام بیہقی نے اپنی

کتابوں میں علم حدیث و فقہ دونوں کے مسائل و معلومات جمع کئے ہیں۔ اس کے ساتھ علل حدیث، صحیح و سقیم روایات کی نشاندہی، احادیث کے درمیان جمع و تطبیق کے وجوہ اور فقہ و اصول فقہ وغیرہ مختلف النوع مباحث بیان کئے ہیں۔ (۱۳)

امام بیہقی کو عربیت اور شعر و سخن کا بھی اچھا ذوق تھا۔ علامہ ابن خلکان نے اپنی تاریخ میں ان کے حالات میں بہت سے اشعار نقل کئے ہیں۔ ایک شعر کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں :

"جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے عزت دی وہ بزرگ ہے اور جس نے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے سے عزت طلب کی وہ ذلیل ہے۔" (۱۴)

امام بیہقی کو حدیث، فقہ، اصول فقہ، اور عربیت میں امتیازی شہرت حاصل تھی لیکن دوسرے علوم میں بھی ان کو کافی دسترس حاصل تھی اور تمام علوم میں اپنے معاصرین میں عدیم المثال، یکتا اور بے نظیر تھے۔ (۱۵)

امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی کی ایک خصوصیت حقیقت بینی اور انصاف پسندی بھی ہے۔ علمائے فن اور ارباب سیر نے امام بیہقی کی اس خصوصیت کا اعتراف کیا ہے۔ ظہیر الدین اپنی کتاب تاریخ بیہق میں لکھتے ہیں :

"تحقیقات در علوم بسیار دارد و در مباحثه و مناظره علوم غایت انصاف مرعی میداشت"۔ (۱۶)

(علوم میں بڑی تحقیق سے کام لیتے تھے اور مباحثہ و مناظرہ میں انصاف کو پوری طرح ملحوظ رکھتے تھے۔)

درس و تدریس : امام بیہقی کے گوناگوں اوصاف و کمالات نے ان کی ذات کو مسلمانوں کا امام و مقتدیٰ اور اصحاب علم و فن کا مرجع بنا دیا تھا۔ اربابِ سیر نے ان کی امامتِ فن کا اعتراف کیا ہے۔ ان کے علم و فن اور فضل و کمال کا اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ جب امام بیہقی علوم اسلامیہ سے فارغ ہو کر اپنے وطن بیہق میں درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں مشغول ہوئے تو نیشاپور کے اصحاب علم و فن ان کی خدمت میں پہنچے اور ان سے درخواست کی کہ آپ نیشاپور تشریف لے چلیں تاکہ آپ سے اصحابِ علم و

فن اور دوسرے لوگوں کو استفادہ کا موقع ملے۔ چنانچہ امام بیہقی نے ان کی درخواست کو شرف قبولیت بخشا اور نیشا پور تشریف لے گئے۔ وہاں شائقین نے آپ کا والہانہ استقبال کیا۔ اور جب مجلس درس آراستہ کی گئی تو بے شمار اصحاب علم و فن نے آپ سے استفادہ کیا' اور یہ سب لوگ آپ کے علم و فضل کے معترف تھے۔ (۱۷)

<u>فقہی مذہب</u> : امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی کا شمار شافعی مذہب کے اکابر ائمہ میں ہوتا ہے۔ ان کو اس مذہب سے غیر معمولی شغف تھا اور اس مذہب کی نشر و اشاعت اور اس کی تہذیب و تنقیح میں انہوں نے اہم اور نمایاں کارنامے انجام دیئے۔ شافعی مذہب کو امام بیہقی کی ذات سے بڑا فائدہ پہنچا۔ علمائے فن' ارباب سیر اور تذکرہ نگاروں نے مذہب شافعی کی ترقی و ترویج میں امام بیہقی کی کوششوں کا اعتراف کیا ہے۔ چنانچہ علامہ ابن سبکی فرماتے ہیں کہ کوئی شافعی المذہب انکی تصنیفات سے بے نیاز نہیں رہ سکتا۔ (۱۸)

علامہ ابن خلکان نے اپنی تاریخ میں امام الحرمین ابو المعالی جوینی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ :امام بیہقیؒ کے علاوہ کوئی ایسا شافعی المذہب نہیں ہے جس پر امام شافعیؒ کے احسانات نہ ہوں' لیکن امام بیہقی کا خود امام شافعی پر احسان ہے' کیونکہ ان کی تصنیفات سے ان کے مذہب و مسلک کی بڑی تائید و اشاعت ہوئی ہے' وہ تمام شوافع میں اس مذہب کے اصول و فروع کی حمایت میں پیش پیش رہے ہیں اور اس کی تفریع و تخریج اور توضیح و تشریح کے لئے انہوں نے اپنی زندگی وقف کردی تھی۔ (۱۹)

علامہ ابن سبکی امام بیہقی کی خدمات کے سلسلہ میں مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ : امام بیہقیؒ نے اپنی کتابوں میں امام شافعیؒ کے تمام نصوص جمع کردیئے اور اس قدر جامع اور مکمل طور پر مرتب کئے کہ بعد میں آنے والوں کے لئے مزید کوئی گنجائش باقی نہیں چھوڑی۔ (۲۰)

عقائد میں امام بیہقی اشعری المذہب اور اہل سنت و الجماعت میں سے تھے۔ انہوں نے اشعری مذہب کے مطابق علم کلام کی تحصیل کی۔ ابن عساکر نے ان کا شمار اشاعرہ کے تیسرے طبقہ کے علماء میں کیا ہے۔ (۲۱)

عادات واخلاق : امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی زہد وورع' تقویٰ وطہارت' شمائل اور عادات وخصائل میں نہایت پاکیزہ تھے۔ عفت وقناعت' عبادت وریاضت' امانت و دیانت اور عدالت وثقاہت ان کی سیرت کے نمایاں پہلو تھے۔ وہ صحیح معنوں میں سلف صالحین اور علمائے ربانیین کے اوصاف کے حامل تھے۔

حافظ ابن عساکر نے "تبیین کذب المفتری" میں علامہ ابن عبد الغافر کا یہ بیان نقل کیا ہے : امام بیہقی علمائے سلف کی طرح معمولی اور تھوڑی چیز پر قانع اور زہد وورع میں ممتاز تھے۔ وفات تک ان کا یہی حال تھا۔ [۲۲]

وفات : امام بیہقی نے ۷۴ سال کی عمر میں نیشاپور میں ۱۰ جمادی الاولیٰ ۴۵۸ھ کو انتقال کیا اور اپنے وطن بیہق میں سپرد خاک کئے گئے۔ [۲۳]

تصنیفات : امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی مایہ ناز مصنف تھے۔ ان کے فضل وکمال کا سب سے بڑا ثبوت ان کی تصانیف ہیں۔ علمائے فن اور تذکرہ نگاروں نے ان کی تصنیفات کو جامع' مفید' نفع بخش اور عدیم المثال بتایا ہے۔ امام بیہقی کا شمار ان ائمہ اسلام میں ہوتا ہے جن کی کتابوں سے مسلمانوں کو بہت فائدہ پہنچا ہے۔ علمائے اسلام نے لکھا ہے کہ جن محدثین کرام کی تصنیفات کو عالم اسلام میں بقائے دوام حاصل ہوا ان میں امام بیہقی کی کتابیں بھی شامل ہیں۔

حافظ ابن صلاح نے لکھا ہے کہ امام بیہقی نے عمدہ اور مفید کتابیں تصنیف کیں۔ حافظ ابن کثیر کا بیان ہے کہ امام بیہقی کی تصنیفات کو عالم اسلام میں بقائے دوام حاصل ہوا اور ان کی تصنیفات کو مختلف شہروں میں بڑی مقبولیت حاصل ہوئی۔ وہ اپنے زمانہ کے لوگوں میں تصنیف وتالیف میں یکتا تھے [۲۴]

امام بیہقی صاحب تصانیف کثیرہ تھے' لیکن صاحبِ کشف الظنون نے ان کی ۳۶ کتابوں کے نام بتائے ہیں مقالہ کے طویل ہونے کے خوف سے یہاں آپ کی صرف پانچ کتابوں کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

۱) کتاب القراءۃ خلف الامام : اس کتاب میں ان تمام روایات کو جمع کیا گیا ہے کہ

امام' مقتدی اور منفرد سب کے لئے' خواہ سری نماز ہو یا جہری' سورۃ الفاتحہ پڑھنا ضروری ہے' کیونکہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ امام بیہقی نے تمام روایات اور احادیث جمع کر کے شوافع کے مسلک کو قوی اور مرجح بتایا ہے۔ اس کے علاوہ اس کتاب میں حدیث و رجال کی نئی بحثیں اور اہل لغت و ادب کے بیانات بھی نقل کیے ہیں۔

یہ کتاب ۱۹۱۵ء میں مولانا تلطف حسین کے زیر اہتمام مطبع پرنٹنگ ورکس دہلی سے متوسط تقطیع پر ۷۶ صفحات میں شائع ہوئی۔ (۲۵)

ii) کتاب الاسماء وَالصّفات : اس کتاب میں اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ اور صفات پر مبسوط بحث کی گئی ہے اور ہر مبحث سے متعلق احادیث جمع کی گئی ہیں۔ ضمناً تفسیر' کلام اور حدیث و رجال کی بعض فنی بحثیں بھی آگئی ہیں۔ یہ کتاب پہلی مرتبہ مطبع انوار احمدی الہ آباد سے ۱۳۱۳ھ میں شائع ہوئی۔ (۲۶)

iii) شعب الایمان : اس کتاب کا پورا نام "الجامع المصنف فی شعب الایمان" ہے اور اس میں صحیحین کی مشہور حدیث "الایمان بضعٌ و سبعون شعبةً" کے مطابق ایمان کے ۷۰ شعبوں کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ نیز ہر ہر شعبہ کے متعلق دوسری روایات اور قرآنی آیات بطور استشہاد پیش کر کے ان کی تشریح و توضیح کی گئی ہے یہ کتاب بیروت سے شائع ہو چکی ہے۔

iv) کتاب معرفۃ السنن والآثار : یہ امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی کی معرکۃ الآراء کتاب ہے۔ اس کتاب میں امام صاحب نے حدیث و سنت کی اہمیت' روایت اسناد میں احتیاط اور بعض ضروری فنی مباحث' اجماع' اجتہاد' قیاس' عام و خاص' امر و نہی' دلیل خطاب اور ناسخ و منسوخ وغیرہ کی نوعیت اور امام شافعی کے حالات و کمالات اور اجتہادی مرتبہ پر بحث کی ہے اور اس کے بعد فقہی ابواب کی ترتیب پر احکام و مسائل سے متعلق روایات جمع کی ہیں۔ حافظ ابن سبکی اس کتاب کے بارے میں لکھتے ہیں کہ کوئی شافعی المذہب اس کتاب سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔

v) سنن کبریٰ : اسی کا دوسرا نام السنن الکبیر ہے' اور یہ امام بیہقی کی مایہ ناز اور شہرۂ آفاق تصنیف ہے۔ اس کی عظمت و مقبولیت کا اندازہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ صحاح ستہ

کے بعد جن کتابوں کو غیر معمولی شہرت اور بقائے دوام نصیب ہوا اس میں سنن کبریٰ بھی شامل ہے۔ حافظ ابن صلاح، امام سیوطی، شاہ ولی اللہ دہلوی اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے اس کتاب کی تعریف و توصیف کی ہے اور اس کو عمدہ اور پُر منفعت بتایا ہے۔ حافظ ابن صلاح لکھتے ہیں :

"ما تمّ کتاب فی السنة اجمع للادلة من کتاب السنن الکبریٰ للبیهقی کانه لم یترک فی سائر اقطار الارض حدیثا إلّا قد وضعه فی کتابه" (۲۷)

(دلائل کے لحاظ سے بیہقی کی سنن کبریٰ سے زیادہ جامع اور مکمل تصنیف حدیث و سنت کے ذخیرہ میں موجود نہیں۔ گویا امام صاحب نے تمام روئے ارضی کے چپے چپے سے حدیثیں اکٹھی کر کے انہیں اپنی کتاب میں جمع کر دیا ہے)۔

مولانا ضیاء الدین اصلاحی لکھتے ہیں :

"سنن بیہقی فقہی مسائل و معلومات کا گنجینہ ہے۔ اس کے ابواب و تراجم فقہی مسائل ہی کے لحاظ سے قائم کئے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں ایک ایک حدیث سے مختلف مسائل کو مستنبط اور متعدد ابواب کی تفریع کی گئی ہے۔ اس سے امام بیہقی کے فقہی کمال اور اجتہادی مرتبہ کا اندازہ ہوتا ہے۔ صحابہ و تابعین کے آثار اور ائمہ مابعد کے اقوال و مسالک بھی جمع کئے گئے ہیں اور ضعیف و قوی اور مرجوح و راجح اقوال میں محاکمہ بھی کیا گیا ہے۔ امام شافعیؒ کے قدیم و جدید اقوال، شوافع کے مذاہب، اصول اور دلائل خصوصیت سے ذکر کئے گئے ہیں۔ اسی لئے یہ کہا جاتا ہے کہ یہ کتاب لکھ کر انہوں نے امام شافعیؒ پر احسان کیا ہے۔ اس ضمن میں ان کی یہ خصوصیت بھی قابل ذکر معلوم ہوتی ہے کہ انہوں نے مختلف فیہ امور و مسائل کے متعلق صرف اپنے فقہی مسلک کی مؤید روایات واحادیث نقل کرنے ہی پر اکتفا نہیں کیا ہے بلکہ دوسرے مذاہب کی مؤید حدیثوں کو بھی بیان کیا ہے"۔ (۲۸)

حواشی

(۱) ابن سبکی، طبقات الشافعیہ، ج ۳، ص ۳ (۲) ابن خلکان، تاریخ ابن خلکان، ج ۱، ص ۳۵

(۳) ابن عساکر' تبیین کذب المفتری ص۲۶۶ (۴) سیوطی' تدریب الراوی' ص۳۱
(۵) ابن خلکان' تاریخ ابن خلکان' ج۱' ص۳۵ (۶) ابن عساکر' تبیین کذب المفتری ص۲۶۶
(۷) ذہبی' تذکرۃ الحفاظ' ج۳' ص۳۳۰۔ ابن خلکان' تاریخ ابن خلکان' ج۱' ص۳۵
(۸) ذہبی' تذکرۃ الحفاظ' ج۳' ص۳۲۹۔ ابن عماد' شذرات الذہب' ج۳' ص۳۰۴
(۹) ابن عساکر' تبیین کذب المفتری ص۲۶۶
(۱۰) ظہیرالدین بیہقی' تاریخ بیہق' ص۱۰۔ صدیق حسن خان' اتحاف النبلاء' ص۱۹۰
(۱۱) ابن خلکان' تاریخ ابن خلکان' ج۱' ص۳۵ (۱۲) سمعانی' کتاب الانساب' ص۱۰۱
(۱۳) ابن عساکر' تبیین کذب المفتری ص۲۶۶ (۱۴) ابن خلکان' تاریخ ابن خلکان' ج۱' ص۳۵
(۱۵) ابن خلکان' تاریخ ابن خلکان' ج۱' ص۳۵
(۱۶) ظہیرالدین بیہقی' تاریخ بیہق' ص۱۰۔ صدیق حسن خان' اتحاف النبلاء' ص۱۹۰
(۱۷) ذہبی' تذکرۃ الحفاظ' ج۲' ص۳۲۹ (۱۸) ابن سبکی' طبقات الشافعیہ' ج۳' ص۴
(۱۹) ابن خلکان' تاریخ ابن خلکان' ج۱' ص۳۵ (۲۰) ابن سبکی' طبقات الشافعیہ' ج۳' ص۴
(۲۱) ابن عساکر' تبیین کذب المفتری ص۲۶۷
(۲۲) ابن عساکر' تبیین کذب المفتری ص۲۶۷
(۲۳) ابن جوزی' المنتظم' ج۸' ص۲۸۲۔ ابن خلکان' تاریخ ابن خلکان' ج۱' ص۳۵۔ ذہبی' تذکرۃ الحفاظ' ج۳' ص۳۳۱
(۲۴) ابن کثیر' البدایہ والنہایہ' ج۱۲' ص۱۴۔
(۲۵) ضیاءالدین اصلاحی' تذکرۃ المحدثین' ج۲' ص۲۴۸
(۲۶) ضیاءالدین اصلاحی' تذکرۃ المحدثین' ج۲' ص۲۴۸
(۲۷) ابن صلاح' مقدمہ ابن صلاح' ص۱۳
(۲۸) ضیاءالدین اصلاحی' تذکرۃ المحدثین' ج۲' ص۲۵۵

عن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ :

خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ

"تم میں بہترین وہ ہے جس نے خود قرآن سیکھا اور اسے دوسروں کو سکھایا"